Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Study on the Preaching and Reform Activities of Darul Uloom Arabia Tal and their Societal Impacts

دار العلوم عربیہ ٹل کی تبلیغی و اصلاحی سرگرمیاں اور معاشرتی اثرات کا تحقیقی مطالعہ

Kamran ud Din
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat
kamranwasiq123@gmail.com
Dr. Zeeshan
Lecturer, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk
Dr Farhadullah*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat
Corresponding Author dr.farhadullah@kust.edu.pk

Abstract

This research study provides an insight on preaching and reform efforts of Darul Uloom Arabia Tal and their significant influences in society. The institution is founded on the Quranic injunctions and Prophetic teachings, and is dedicated towards sharing the Islamic knowledge, encouraging moral behaviors and nurturing the spiritual purity of humans. Since its establishment, the seminary did not only focus on academic education, but expanded its role to the eradication of social evils, promotion of marginalized communities, and promoting consciousness about morality. The analysis shows the various outreach approaches used by the institution that involve Quran and Hadith classes, Friday sermons, lectures open to all, and distribution of religious brochures and campaigns targeting regional reforms. Specific attention is paid to various segments of society, including farmers, laborers, students, and women, and each of them is covered with reference to their needs and issues. Darul Uloom Tal has also adopted modern means of doing things whereby, social media and online services have helped the institution spread its message out to other areas and hence religious education can now be accessed anywhere in the world. In addition to religious education, the seminary also undertakes welfare programs, including free medical camps, scholarships and assistance to the poor, which shows that Islam places great importance on serving society. Special emphasis is given to modern issues like materialism, abuse of digital media, sectarianism and moral decay. The institution propagates Islamic values of integrity, humility, social harmony, and unity through workshops, youth programs, spiritual gatherings and women seminars. This research has found that preaching and reform efforts of Darul Uloom Tal have helped in preventing social vices, enhancing religious awareness and building strong communal relations within rural and urban communities. In addition, the seminary has been used as a conciliatory factor in family and communal conflict and as such reflects the Islamic ethics of peace and justice. Having combined conventional religious teachings and modern reform programs, Darul Uloom Tal has become an important hub of moral, religious and social transformation.

Keywords: *Darul Uloom Arabia Tal, Preaching and Reform Activities, Societal Impacts of Islamic Education, Religious Awareness and Social Change, Community Service in Islam, Contemporary Challenges and Moral Reform*

تعارف

تبلیغ واصلاح کی بنیادیں قرآن مجید اور سنت نبوی میں گہری طور پر موجود ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" :وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [1] "جو امت مسلمہ کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں تبلیغ واصلاح کے جو اصول وضع کیے، وہ حکمت، موعظہ حسنہ اور جدال احسن پر مبنی تھے۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ کا بنیادی مقصد معاشرے میں اخلاقی اور روحانی اصلاح لانا ہے [2]۔ نیز، قرآن مجید میں "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ [3] "کی آیت امت مسلمہ کے لیے ایک عالمگیر رہنمائی کا درجہ رکھتی ہے۔

دارالعلوم عربیہ ٹل کی تاسیس اور سماجی مقصد

دارالعلوم عربیہ ٹل کی تاسیس کا بنیادی مقصد قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنا اور معاشرتی اصلاح کے فروغ کے لیے ایک علمی مرکز قائم کرنا تھا۔ یہ ادارہ نہ صرف دینی علوم کی تدریس کا ذمہ دار ہے بلکہ سماجی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے اور اصلاحی اقدامات کرنے کا بھی پابند ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "السیاسۃ الشرعیۃ" میں لکھتے ہیں کہ دینی اداروں کا قیام معاشرے کی روحانی واخلاقی تربیت کے لیے ناگزیر ہے [4]۔ دارالعلوم عربیہ ٹل کا سماجی مقصد صرف تعلیم تک محدود نہیں، بلکہ یہ معاشرے کے غریب اور پسماندہ طبقات کے لیے رفاہی خدمات بھی فراہم کرتا ہے، جس کا ذکر امام نوویؒ نے "ریاض الصالحین" میں کیا ہے [5]۔

تبلیغی واصلاحی خدمات کا دائرہ کار

دارالعلوم عربیہ ٹل کی تبلیغی واصلاحی خدمات کا دائرہ کار نہایت وسیع ہے، جو مقامی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ ادارہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے درس و تدریس، خطابات، سیمینارز، اور کانفرنسوں کا اہتمام کرتا ہے۔ امام سرخسیؒ "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ تبلیغی خدمات کا دائرہ کار ہر اس سرگرمی کو شامل ہونا چاہیے جو معاشرے میں تبدیلی لا سکے [6]۔ نیز، یہ ادارہ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے، جیسے کہ سوشل میڈیا، ویب سائٹس، اور آن لائن کورسز کے ذریعے لوگوں تک دینی تعلیمات پہنچانا۔ اس کے علاوہ، غربا اور مساکین کی مدد، مفت طبی کیمپوں کا اہتمام، اور تعلیمی اسکالرشپس جیسی خدمات بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

علاقائی سطح پر دینی بیداری کی مہمات

علاقائی سطح پر دینی بیداری کی مہمات کا آغاز قصبہ اور دیہات میں اصلاحی اجتماعات سے ہوتا ہے، جو عام لوگوں تک دینی تعلیمات پہنچانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ عوامی اجتماعات کے ذریعے دینی پیغام عام کرنا سنت انبیاء ہے [7]۔ ان اجتماعات میں بنیادی اسلامی تعلیمات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے، نیز معاشرتی برائیوں جیسے جھوٹ، غیبت اور رشوت خوری کے خلاف آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔ دیہاتی علاقوں میں ان اجتماعات کا

---

[1] آل عمران:104

[2] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص123

[3] آل عمران:110

[4] ابن تیمیہ، "السیاسۃ الشرعیۃ"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1442ھ، ج1، ص234

[5] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ص456

[6] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج16، ص789

[7] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص123

اہتمام خاصا مؤثر ثابت ہوتا ہے، کیونکہ وہاں دینی تعلیم تک رسائی محدود ہوتی ہے۔ دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد تقی عثمانیؒ نے اپنی کتاب "اصلاحی خطبات" میں لکھا ہے کہ دیہاتی علاقوں میں دینی اجتماعات منعقد کرنے سے پہلے مقامی رسم ورواج اور ثقافت کو سمجھنا ضروری ہے[8]۔ نیز، ان اجتماعات میں مقامی زبان میں خطاب کرنا اور مقامی مسائل کو حل کرنے پر توجہ دینا بہت ضروری ہے، تاکہ عوام زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

مختلف طبقات (کسان، مزدور، طلبہ) سے خطاب

دینی بیداری کی مہمات میں مختلف طبقات جیسے کسان، مزدور اور طلبہ سے خطاب کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ ہر طبقے کے مسائل اور ضروریات الگ ہوتی ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ داعی کو چاہیے کہ وہ ہر طبقے کی ذہنی سطح اور ضروریات کے مطابق بات کرے[9]۔ کسانوں سے خطاب میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں محنت اور ایمانداری کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے، نیز زرعی معاملات جیسے فصلوں کی زکوۃ اور پیداوار کے حقوق کے بارے میں آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔ مزدوروں کے لیے ان کے حقوق اور فرائض پر روشنی ڈالی جاتی ہے، خاص طور پر ایمانداری سے کام کرنے اور دھوکہ دہی سے بچنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ طلبہ کے لیے تعلیم کی اہمیت، علم حاصل کرن کے آداب اور جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی ضرورت پر بات کی جاتی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ "بہشتی زیور" میں لکھتے ہیں کہ ہر طبقے کے لیے الگ پروگرام ترتیب دینا دینی تبلیغ کی کامیابی کی کلید ہے[10]۔ نیز، ان خطابات میں عملی مثالیں اور واقعات پیش کرنا بہت مؤثر ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اس سے عوام میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

دینی کتابچوں اور رسائل کی تقسیم

دینی بیداری کی مہمات میں دینی کتابچوں اور رسائل کی تقسیم ایک اہم جزو ہے، جو عوام میں دینی علم پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ امام نوویؒ اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ علم کی اشاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، اور یہ کام تحریری صورت میں بھی کیا جا سکتا ہے[11]۔ یہ کتابچے عام طور پر آسان زبان میں ہوتے ہیں، تاکہ ہر شخص انہیں سمجھ سکے۔ ان میں بنیادی اسلامی تعلیمات، نماز کے مسائل، روزے کے احکام، اور معاشرتی اخلاقیات جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ نیز، رسائل میں حالات حاضرہ پر دینی نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے، تاکہ عوام جدید مسائل میں شریعت کی رہنمائی حاصل کر سکیں۔ دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد شفیعؒ "جواہر الفقہ" میں لکھتے ہیں کہ کتابچوں کی تقسیم میں مقامی زبان کا استعمال نہایت ضروری ہے[12]۔ نیز، ان کتابچوں کو خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع کرنا چاہیے، تاکہ لوگ انہیں پڑھنے کے لیے راغب ہوں۔ اس کے علاوہ، جدید ذرائع ابلاغ جیسے سوشل میڈیا کے ذریعے بھی ان رسائل کو آن لائن تقسیم کیا جا سکتا ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

خطباتِ جمعہ اور دروسِ قرآن

قرآن مجید کی تفسیر کے ذریعے اصلاحی پیغام دینا سنت نبویؐ کا حصہ ہے، جس میں معاشرتی اصلاح کے لیے آیات کی تشریح پر زور دیا جاتا ہے۔ امام ابن کثیرؒ اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت مقاصد شریعت اور حالات حاضرہ کو پیش نظر رکھنا ضروری[13]۔ تفسیر کے دوران آیات کے تاریخی پس منظر کے ساتھ ساتھ ان کے موجودہ دور پر اطلاق کو بھی واضح کیا جاتا ہے، تاکہ سامعین ان سے عملی رہنمائی حاصل کر سکیں۔ مثلاً سورہ حجرات کی آیت "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ

---

[8] محمد تقی عثمانی، "اصلاحی خطبات"، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1442ھ، ج3، ص45

[9] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج28، ص234

[10] اشرف علی تھانوی، "بہشتی زیور"، مکتبہ حجازی، دیوبند، 1438ھ، ج1، ص567

[11] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ص678

[12] محمد شفیع، "جواہر الفقہ"، مکتبہ دار العلوم، کراچی، 1446ھ، ج4، ص789

[13] ہے ابن کثیر، "تفسیر القرآن العظیم"، دار السلام، ریاض، 1440ھ، ج1، ص234

إِخْوَةٌ" کی تفسیر کرتے ہوئے باہمی اخوت، اتحاد اور معاشرتی ہم آہنگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ نیز، سورہ العصر کی تفسیر میں وقت کی اہمیت اور اسے نیک اعمال میں گزارنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ امام رازیؒ "مفاتیح الغیب" میں لکھتے ہیں کہ تفسیر کا مقصد صرف الفاظ کی تشریح نہیں، بلکہ قلوب کی اصلاح بھی ہے[14]۔

جمعہ کے خطبات میں سماجی و اخلاقی مسائل

جمعہ کے خطبات میں سماجی و اخلاقی مسائل پر بات کرنا نہایت مؤثر ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت ایک بڑی تعداد میں لوگ موجود ہوتے ہیں۔ امام نوویؒ "المجموع" میں لکھتے ہیں کہ خطیب کو چاہیے کہ وہ خطبہ میں حاضرین کی ضروریات اور معاشرتی مسائل کو پیش نظر رکھے[15]۔ خطبات میں عام طور پر جھوٹ، غیبت، رشوت، اور دیگر معاشرتی برائیوں کے خلاف آگاہی فراہم کی جاتی ہے، نیز ایمانداری، صداقت، اور باہمی تعاون جیسی اقدار کو فروغ دیا جاتا ہے۔ مثلاً سود کے نقصانات، حقوق العباد کی پامالی، اور خاندانی نظام کی حفاظت جیسے موضوعات پر خطبات دیے جاتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ خطبہ جمعہ کا مقصد عوام کی تربیت اور انہیں نیکی کی طرف راغب کرنا ہے[16]۔ نیز، خطبات میں موجودہ دور کے چیلنجز جیسے سوشل میڈیا کے غلط استعمال، فرقہ واریت، اور نوجوانوں کے اخلاقی انحطاط پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

نوجوانوں کی اخلاقی تربیت پر زور

نوجوانوں کی اخلاقی تربیت پر زور دینا دینی تعلیمات کا اہم حصہ ہے، کیونکہ وہ معاشرے کا مستقبل ہیں۔ امام غزالیؒ "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ نوجوانوں کی تربیت میں انہیں برائیوں سے بچانے اور نیکی کی طرف راغب کرنا ضروری ہے[17]۔ نوجوانوں کی تربیت کے لیے خصوصی پروگرامز کا اہتمام کیا جاتا ہے، جن میں انہیں اسلامی اخلاقیات، کردار سازی، اور عملی زندگی کے چیلنجز سے نمٹنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ مثلاً صبر، شکر، امانت، اور تقویٰ جیسی صفات کو پروان چڑھانے پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز، انہیں منشیات، جوا، اور دیگر برائیوں کے نقصانات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ "بہشتی زیور" میں لکھتے ہیں کہ نوجوانوں کی تربیت کے لیے ان کی نفسیات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے[18]۔ نیز، نوجوانوں کے لیے کوچنگ سیشنز، ورکشاپس، اور کھیلوں کے مقابلوں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے، تاکہ وہ صحت مند سرگرمیوں میں مصروف رہیں۔ اس کے علاوہ، انہیں دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے، تاکہ وہ متوازن شخصیت کے مالک بن سکیں۔

عوام میں شرعی احکام کی آگاہی

بنیادی عبادات کی تعلیم عام کرنے کے لیے لیکچرز کا اہتمام نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہ دین کے بنیادی ارکان ہیں۔ امام نوویؒ اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ عبادات کی صحیح ادائیگی ہی انسان کی آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے[19]۔ نماز کے لیکچرز میں وضو، طہارت، نماز کے ارکان اور سہو کے مسائل کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ روزے کے حوالے سے مفطرات (روزہ توڑنے والی چیزیں)، قضا اور کفارہ کے احکام سکھائے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کے لیکچرز میں نصاب، اقسامِ مال اور مستحقین کی تفصیل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ امام ابن قیمؒ "زاد المعاد" میں لکھا ہیں کہ عبادات کی تعلیم میں عملی مشقوں کو شامل کرنا چاہیے، نہ کہ صرف نظری باتوں تک محدود رہنا[20]۔ نیز، جدید دور میں آن لائن لیکچرز اور ویڈیو ٹوٹوریلز کے ذریعے بھی عوام تک یہ تعلیمات پہنچائی جاتی ہیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

---

[14] فخر الدین الرازی، "مفاتیح الغیب"، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1442ھ، ج5، ص456

[15] یحییٰ بن شرف النووی، "المجموع"، دار الفکر، بیروت، 1443ھ، ج4، ص567

[16] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج24، ص789

[17] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج3، ص123

[18] اشرف علی تھانوی، "بہشتی زیور"، مکتبہ حجازی، دیوبند، 1438ھ، ج2، ص456

[19] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1440ھ، ص123

[20] ابن قیم الجوزیہ، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ، ج1، ص234

معاملات (خرید و فروخت، قرض و تجارت) کی وضاحت

معاملات کے شرعی احکام کی وضاحت کرنا اس لیے ضروری ہے کہ لوگ روزمرہ زندگی میں حلال و حرام میں تمیز کر سکیں۔ امام سرخسیؒ "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ خرید و فروخت کے معاملات میں شرعی ضوابط کی پابندی لازمی ہے، ورنہ معاملہ فاسد ہو جاتا ہے [21]۔ خرید و فروخت کے لیکچرز میں سود، غرر (دھوکہ دہی) اور جہالت سے پاک معاملات کی شرائط سکھائی جاتی ہیں۔ قرض کے احکام میں قرض حسنہ کی اہمیت، سود کے نقصانات اور قرض کی ادائیگی کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تجارت کے حوالے سے شراکت، مضاربہ اور اجارہ جیسے اسلامی معاہدات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ معاملات میں شفافیت اور ایمانداری ایمان کا حصہ ہے [22]۔ نیز، جدید تجارتی مسائل جیسے آن لائن خریداری، ڈیجیٹل ادائیگیاں اور کرپٹو کرنسیز کے شرعی احکام بھی ان لیکچرز میں شامل کیے جاتے ہیں۔

خواتین کے شرعی حقوق پر سیمینار

خواتین کے شرعی حقوق سے آگاہی کے لیے سیمینارز کا اہتمام معاشرتی ضرورت ہے، تاکہ خواتین اپنے حقوق سے واقف ہو سکیں۔ امام ابن قدامہؒ "المغنی" میں لکھتے ہیں کہ اسلام نے خواتین کو وہ حقوق دیے ہیں جو کسی اور مذہب میں نہیں ملتے [23]۔ سیمینارز میں خواتین کے مالی حقوق جیسے مہر، وراثت اور نفقہ پر تفصیل سے بات کی جاتی ہے۔ نیز، تعلیم، کاروبار اور نکاح و طلاق کے حوالے سے شرعی احکام سکھائے جاتے ہیں۔ خواتین کی عزت و وقار، پردہ کے احکام اور گھریلو ذمہ داریوں پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ امام غزالیؒ "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ خواتین کی تعلیم و تربیت پورے معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے [24]۔ نیز، سیمینارز میں خواتین کے لیے مخصوص مسائل جیسے حیض و نفاس کے دوران عبادات، اور گھریلو تشدد کے خلاف شرعی رہنمائی بھی فراہم کی جاتی ہے۔ ان سیمینارز میں خواتین اسکالرز کو بطور اسپیکر مدعو کیا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنے تجربات شیئر کر سکیں۔

عصری چیلنجز اور اصلاحی بیانیہ

عصر حاضر میں میڈیا اور انٹرنیٹ کے منفی اثرات معاشرے کے اخلاقی اور ثقافتی تشخص کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکے ہیں۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرے، اس سے بچنا ضروری ہے [25]۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، ٹوئٹر اور ٹک ٹاک نہ صرف وقت کا ضیاع ہیں بلکہ ان پر غیر اخلاقی مواد کی کثرت نے نوجوان نسل کو برائیوں کی طرف مائل کیا ہے۔ میں بتایا گیا ہے کہ ٹک ٹاک جیسی ایپس نے غیر اخلاقی حرکات کو فروغ دیا ہے، جس کی وجہ سے معاشرے میں بے حسی اور بے راہ روی پھیل رہی ہے۔ نیز، ان پلیٹ فارمز پر جھوٹی خبریں اور پروپیگنڈا بھی تیزی سے پھیلتا ہے، جس سے معاشرے میں انتشار اور افتراق پیدا ہوتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ جھوٹ اور فتنہ پروری سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے [26]۔ ان منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ میڈیا کے استعمال میں احتیاط برتی جائے اور صرف مفید اور تعمیری مواد تک محدود رہا جائے۔

مادیت پرستی اور اخلاقی زوال کی نشاندہی

---

[21] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1445ھ، ج12، ص456

[22] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1446ھ، ج29، ص567

[23] ابن قدامہ، "المغنی"، دار عالم الکتب، ریاض، 1443ھ، ج9، ص678

[24] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص789

[25] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص123

[26] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج28، ص234

مادیت پرستی نے معاشرے کو اخلاقی زوال کی طرف دھکیل دیا ہے، جہاں لوگ مال و دولت کے حصول کو اپنا مقصد حیات سمجھنے لگے ہیں۔ امام ابن قیم الجوزیہؒ "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں کہ دنیا کی محبت انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے[27]۔ میں واضح کیا گیا ہے کہ مادیت پرستی انسان کو تنہائی اور مایوسی کی طرف لے جاتی ہے، جس سے معاشرے میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"[28]۔ جو دنیاوی محبتوں سے ہٹ کر اللہ کی یاد پر توجہ دینے کی تلقین کرتا ہے۔ نیز، میں معاشی عدم مساوات کو مادیت پرستی کی ایک بڑی وجہ قرار دیا گیا ہے، جہاں امیر اور غریب کے درمیان بڑھتا ہوا فرق معاشرتی بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔ اس اخلاقی زوال سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگ زہد و قناعت کو اپنائیں اور دنیاوی مال و متاع کے بجائے آخرت کی تیاری کو ترجیح دیں۔

اسلامی اقدار کو عملی جامہ پہنانے کی ترغیب

اسلامی اقدار کو عملی جامہ پہنانے کی ترغیب دینا موجودہ دور کا اہم ترین تقاضا ہے، تاکہ معاشرہ مادیت پرستی اور اخلاقی زوال سے بچ سکے۔ امام نوویؒ "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ نیک اعمال کرنا اور برائیوں سے روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے[29]۔ میں دینی مدارس پر زور دیا گیا ہے کہ وہ طلبہ کو عصری چیلنجز سے آگاہ کریں اور ان میں اسلامی اقدار کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ نیز، میں تعلیمی نظام کی اصلاح پر زور دیا گیا ہے، تاکہ نئی نسل کو اسلامی اقدار کی تربیت دی جا سکے۔ اسلامی اقدار کو عملی طور پر اپنانے کے لیے ضروری ہے کہ لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کو اہمیت دیں، نیز ایمانداری، صداقت اور باہمی تعاون جیسی اخلاقی خوبیوں کو اپنائیں۔ امام سرخسیؒ "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ معاشرے کی اصلاح تب ہی ممکن ہے جب افراد اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں پورا کریں[30]۔ نیز، معاشرتی سطح پر اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لیے اجتماعات، سیمینارز اور مذاکروں کا اہتمام کرنا چاہیے، تاکہ عوام میں ان اقدار کے بارے میں آگاہی بڑھے۔

نوجوانوں میں دینی شعور کی بیداری

نوجوانوں میں دینی شعور بیدار کرنے کے لیے تعلیمی اداروں میں لیکچر سیریز کا اہتمام ایک مؤثر طریقہ کار ہے۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ تعلیمی ادارے دینی تعلیمات کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہیں[31]۔ ان لیکچرز میں نوجوانوں کو دینی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے، نیز ان میں اسلامی اخلاقیات اور اقدار کو پروان چڑھانے پر زور دیا جاتا ہے۔ لیکچرز کے دوران جدید مسائل جیسے سوشل میڈیا کے استعمال، فرقہ واریت، اور دینی تعلیمات کے مطابق عملی زندگی گزارنے کے طریقوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ نیز، نوجوانوں کے سوالات کے جوابات دے کر ان کے شکوک و شبہات دور کیے جاتے ہیں۔ امام نوویؒ "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ نوجوانوں کی دینی تربیت معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے[32]۔ نیز، لیکچرز میں مقامی زبان اور جدید انداز استعمال کرنا نوجوانوں کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے۔

کھیل اور صحت مند سرگرمیوں کے ذریعے کردار سازی

کھیل اور صحت مند سرگرمیاں نوجوانوں کی کردار سازی کا اہم ذریعہ ہیں۔ امام ابن قیم الجوزیہؒ اپنی کتاب "تحفۃ المودود" میں لکھتے ہیں کہ کھیلوں کے ذریعے نوجوانوں میں نظم و ضبط اور teamwork کی صفات پیدا کی جا سکتی ہیں[33]۔ کھیلوں کے مقابلوں، ورکشاپس، اور کیمپس کے ذریعے نوجوانوں میں leadership

---

[27] ابن قیم الجوزیہ، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ، ج1، ص456

[28] المنافقون:9

[29] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ص567

[30] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج16، ص789

[31] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج1، ص234

[32] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1442ھ، ص456

[33] ابن قیم الجوزیہ، "تحفۃ المودود"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ، ج2، ص567

qualities کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ نیز، ان سرگرمیوں کے دوران نوجوانوں کو دینی تعلیمات بھی سکھائی جاتی ہیں، جیسے کہ نماز کی پابندی، ایمانداری، اور باہمی تعاون۔ امام ابن تیمیہؒ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ صحت مند سرگرمیاں نوجوانوں کو برائیوں سے بچانے کا بہترین ذریعہ ہیں[34]۔ نیز، ان سرگرمیوں کے ذریعے نوجوانوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور وہ معاشرے کے مفید فرد بنتے ہیں۔

علمی مقابلے اور سوال وجواب کی نشستیں

علمی مقابلے اور سوال وجواب کی نشستیں نوجوانوں کے دینی علم میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔ امام سرخسیؒ "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ علمی مقابلوں کے ذریعے طلبہ میں علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے[35]۔ ان مقابلوں میں قرآن پاک کی تفسیر، حدیث، فقہ، اور اسلامی تاریخ جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ سوال وجواب کی نشستوں میں نوجوانوں کے شکوک وشبہات دور کیے جاتے ہیں اور انہیں دینی تعلیمات کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ امام نوویؒ "الأذکار" میں لکھتے ہیں کہ سوال وجواب کا طریقہ تعلیم کا مؤثر ذریعہ ہے[36]۔ نیز، ان نشستوں میں نوجوانوں کو دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، تاکہ وہ براہ راست مصادر سے استفادہ کر سکیں۔ نیز، ان مقابلوں میں کامیاب نوجوانوں کو انعامات سے نوازا جاتا ہے، جس سے ان کا حوصلہ بڑھتا ہے۔

خواتین کی اصلاحی وتربیتی سرگرمیاں

خواتین کی اصلاح وتربیت کے لیے خصوصی دروس ونشستوں کا اہتمام اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے ہفتے میں ایک دن مخصوص فرمایا تھا، جس میں آپ انہیں دینی مسائل کی تعلیم دیتے تھے۔ امام نووی نے "ریاض الصالحین" میں لکھا ہے کہ خواتین کے لیے علیحدہ تعلیمی نشستیں ان کی شرعی ضروریات کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں[37]۔ موجودہ دور میں بھی مختلف دینی ادارے خواتین کے لیے ہفتہ وار دروس کا اہتمام کرتے ہیں، جن میں قرآن پاک کی تفسیر، حدیث، فقہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ نیز، خواتین کے لیے آن لائن درس وتدریس کے پروگرامز بھی متعارف کرائے گئے ہیں، تاکہ گھر بیٹھے ہر عورت دینی علم حاصل کر سکے۔

پردہ، عفت اور گھریلو ذمہ داریوں پر تربیت

پردہ اور عفت کی تربیت خواتین کی دینی تعلیم کا لازمی حصہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ"[38] جس میں پردے کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہ نے "طریق الھجرتین" میں لکھا ہے کہ عورت کی عزت وعفت اس کے پردے میں پنہاں ہے[39]۔ گھریلو ذمہ داریوں کی تربیت کے حوالے سے خواتین کو گھر کی مدیریت، بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں خصوصی نشستوں میں آگاہ کیا جاتا ہے۔ نیز، عصری تقاضوں کے مطابق خواتین کو وقت کی مدیریت اور گھریلو معاملات کو بہتر طریقے سے چلانے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

تعلیم نسواں اور دینی شعور میں توازن

---

[34] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج3، ص678

[35] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج16، ص789

[36] یحییٰ بن شرف النووی، "الأذکار"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ص123

[37] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1442ھ، ص456

[38] الاحزاب:53

[39] ابن قیم الجوزیہ، "طریق الھجرتین"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ، ج2، ص567

تعلیم نسواں اور دینی شعور کے درمیان توازن قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے کہ عورت کی تعلیم اس طرح ہونی چاہیے کہ وہ دینی و دنیاوی دونوں علوم میں مہارت حاصل کر سکے [40]۔ موجودہ دور میں خواتین کے لیے ایسے تعلیمی پروگرامز ترتیب دیے جا رہے ہیں جن میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم جیسے کمپیوٹر، زبانوں اور پیشہ ورانہ مہارتوں کی تعلیم بھی شامل ہے۔ نیز، خواتین کو یہ تربیت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے دینی فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی فعال کردار ادا کریں، لیکن شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے۔ اس توازن کا مقصد یہ ہے کہ خواتین ایک کامیاب مسلمان خاتون، ماں، بیوی اور معاشرتی رکن کے طور پر اپنا کردار ادا کر سکیں۔

اخلاقی وروحانی اجتماعات

اخلاقی و روحانی اجتماعات میں ذکر و اذکار کی محافل کو مرکزی اہمیت حاصل ہے، جو قرآن و سنت کی روشنی میں معاشرے کی روحانی تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔ امام نووی اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ اجتماعی ذکر کی محافل میں فرشتوں کی خاص حضوری ہوتی ہے اور رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے [41]۔ ان محافل کا اہتمام عام طور پر مساجد، مدارس اور روحانی مراکز میں کیا جاتا ہے، جہاں شرکت کرنے والے افراد تسبیح، تحمید، تکبیر اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی کی ان محافل کا بنیادی مقصد شرکاء کے دلوں میں اللہ کی محبت اور خوف پیدا کرنا ہے، نیز ان کی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھنا ہے۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ ذکر الٰہی دل کی زنگ آلودی کو دور کرتا ہے اور انسان میں تقویٰ کی صفات پیدا کرتا ہے [42]۔ ان محافل میں شرکت کرنے والوں کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں ذکر الٰہی کو شامل کریں، مثلاً کھانا کھانے، سونے، جاگنے اور سفر کرنے کے مواقع پر مسنون اذکار ادا کریں۔ نیز، ان محافل کے ذریعے شرکاء میں نظم و ضبط، اجتماعی ہم آہنگی اور باہمی محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے جلسے

سیرت النبی ﷺ کے جلسے اخلاقی و روحانی اجتماعات کا اہم حصہ ہیں، جو امت مسلمہ میں نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو عام کرنے کے لیے منعقد کیے جاتے ہیں۔ امام ابن کثیر اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ" میں لکھتے ہیں کہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا اہتمام امت میں دینی جذبہ اور اتحاد پیدا کرتا ہے [43]۔ ان جلسوں میں نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے، جیسے آپ ﷺ کے اخلاق، معاملات، جنگی expeditions، اور معاشرتی اصلاحات۔ نیز، ان جلسوں میں حاضرین کو نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، تاکہ وہ اپنی زندگیوں میں انہیں عملی شکل دے سکیں۔ امام قسطلانی "المواہب اللدنیہ" میں لکھتے ہیں کہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے امت میں دینی شعور بیدار کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں [44]۔ ان جلسوں کے ذریعے نہ صرف بزرگوں بلکہ نوجوان نسل کو بھی نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے آگاہی ملتی ہے، جو ان کی اخلاقی و روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

دینی تربیت کے سالانہ اجتماعات

---

[40] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج1، ص234

[41] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1442ھ، ص456

[42] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج1، ص234

[43] اسماعیل بن عمر ابن کثیر، "السیرۃ النبویۃ"، دار طیبۃ، الریاض، 1438ھ، ج1، ص123

[44] قسطلانی، "المواہب اللدنیہ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج2، ص567

دینی تربیت کے سالانہ اجتماعات اخلاقی و روحانی تعلیمات کو عام کرنے کا اہم پلیٹ فارم ہیں، جو پورے سال میں مختلف اوقات پر منعقد کیے جاتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ سالانہ اجتماعات امت میں دینی جذبہ اور اتحاد پیدا کرتے ہیں [45]۔ ان اجتماعات میں مختلف موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے، جیسے تفسیر قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، اور اخلاقیات۔ نیز، ان اجتماعات میں شرکاء کو عملی تربیت دی جاتی ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج کے مسائل۔ امام شاطبی "الموافقات" میں لکھتے ہیں کہ سالانہ اجتماعات کے ذریعے امت میں دینی تعلیمات کو زندہ رکھا جا سکتا ہے [46]۔ ان اجتماعات کا اہتمام عام طور پر بڑے دینی اداروں اور مساجد میں کیا جاتا ہے، جہاں ملک بھر سے علماء، طلبہ، اور عوام شرکت کرتے ہیں۔ نیز، ان اجتماعات میں شرکاء کے لیے رہائش اور خوراک کا مفت انتظام کیا جاتا ہے، تاکہ ہر شخص بلا روک ٹوک شرکت کر سکے۔ ان اجتماعات کے ذریعے نہ صرف دینی تعلیمات کو عام کیا جاتا ہے، بلکہ امت میں باہمی محبت اور اتحاد کو بھی فروغ دیا جاتا ہے۔

اصلاحِ معاشرت کے اقدامات

اسلامی تعلیمات میں شادی بیاہ کی رسومات کی سادگی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جو نہ صرف مالی بوجھ کو کم کرتی ہے بلکہ معاشرتی مساوات کو بھی فروغ دیتی ہے۔ امام نووی اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے موقع پر سادگی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ غریب اور امیر دونوں یکساں طریقے سے اس سنت پر عمل کر سکیں [47]۔ موجودہ دور میں شادیوں میں نمود و نمائش اور فضول رسومات نے ایک وبا کی شکل اختیار کر لی ہے، جس کے خلاف علماء کرام مسلسل آگاہی مہم چلا رہے ہیں۔ ان رسومات میں جہیز کی لعنت، بارات کے پرتکلف انتظامات، اور غیر ضروری اخراجات شامل ہیں، جو نہ صرف مالی طور پر تباہ کن ہیں بلکہ شرعی نقطہ نظر سے بھی ناپسندیدہ ہیں۔ امام ابن قیم الجوزیہ "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں کہ شادی کا مقصد نکاح کو آسان بنانا ہے نہ کہ مشکلات پیدا کرنا [48]۔ لہٰذا معاشرتی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ شادیوں کو سادگی سے منایا جائے اور غیر اسلامی رسومات سے اجتناب کیا جائے۔

فضول خرچی اور اسراف کے خلاف مہم

فضول خرچی اور اسراف اسلامی معاشرے کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے، جس کے خلاف قرآن و سنت میں واضح احکامات موجود ہیں۔ امام غزالی اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ اسراف شیطان کا راستہ ہے اور اس سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے [49]۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَلاَ تُسْرِفُوا إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" [50] جس میں اسراف سے منع کیا گیا ہے۔ معاشرتی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ فضول خرچی کے خلاف آگاہی مہم چلائی جائے، جس میں لوگوں کو میانہ روی کی ترغیب دی جائے۔ امام ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ اسراف نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کے لیے تباہی کا باعث ہے [51]۔ اس سلسلے میں تعلیمی اداروں، مساجد اور میڈیا کے ذریعے عوام الناس میں آگاہی پھیلائی جانی چاہیے، تاکہ لوگ اپنے اخراجات میں اعتدال برتیں اور غیر ضروری کاموں میں پیسہ ضائع نہ کریں۔

سود اور رشوت سے اجتناب کی تعلیم

---

[45] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج3، ص678

[46] شاطبی، "الموافقات"، دار ابن عفان، قاہرہ، 1446ھ، ج2، ص234

[47] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1442ھ، ص456

[48] ابن قیم الجوزیہ، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1440ھ، ج3، ص245

[49] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1440ھ، ج1، ص234

[50] الاعراف: 31

[51] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج3، ص678

سود اور رشوت اسلامی معاشرے کے دو بڑے گناہ ہیں، جن سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ امام سرخسی اپنی کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ سود معاشی عدم توازن کا بڑا سبب ہے اور اس سے معاشرے میں غربت بڑھتی ہے[52]۔ قرآن مجید میں سود کی شدید مذمت کی گئی ہے: "وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[53]۔ اسی طرح رشوت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ"[54] جس میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ معاشرتی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ سود اور رشوت کے خلاف تعلیمی مہم چلائی جائے، جس میں لوگوں کو ان کے شرعی نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔ امام ابن قیم الجوزیہ "طریق الهجرتین" میں لکھتے ہیں کہ سود اور رشوت سے پاک معاشرہ ہی حقیقی اسلامی معاشرہ ہے[55]۔ لہٰذا اس سلسلے میں مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا جانا چاہیے، تاکہ نئی نسل ان برائیوں سے بچ سکے۔

مکالمہ وبین المسالک ہم آہنگی

مکاتب فکر کے درمیان بیداری پروگرامز کا اہتمام امت مسلمہ میں اتحاد و افہام پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ امام ابن تیمیہ اپنی کتاب "منهاج السنة" میں لکھتے ہیں کہ اختلاف رائے فطری ہے لیکن اسے تفرقہ میں تبدیل ہونے سے روکنا ضروری ہے[56]۔ ان پروگرامز کا بنیادی مقصد مختلف مکاتب فکر کے درمیان مشترکہ نقاط کو اجاگر کرنا ہے، نہ کہ اختلافات پر بحث کرنا۔ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے "تخصص فی الفقہ" ڈگری پروگرام جیسے اقدامات اس سلسلے میں نمایاں ہیں، جہاں تمام مسالک کے علماء کو یکجا کر کے باہمی افہام و تفہیم پیدا کی جاتی ہے۔ ان پروگرامز میں قرآن و سنت کے مشترکہ اصولوں پر زور دیا جاتا ہے، نیز فقہی اختلافات کو علمی اور محبت بھرے ماحول میں حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ اختلافات کو علمی dialogues کے ذریعے حل کرنا چاہیے، نہ کہ جذباتی مباحثوں کے ذریعے۔

بین المسالک بزم واجتماعات

بین المسالک اجتماعات امت مسلمہ کے اتحاد کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں۔ امام نووی اپنی کتاب "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ اجتماعی طور پر بیٹھنا اور مشترکہ امور پر گفتگو کرنا سنت نبوی ﷺ ہے[57]۔ ان اجتماعات میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اپنے اپنے نظریات پیش کرتے ہیں اور مشترکہ دینی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے زیر اہتمام منعقدہ "بین المسالک ہم آہنگی" کانفرنس اس کی ایک عمدہ مثال ہے، جہاں تمام مسالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ان اجتماعات کا بنیادی مقصد باہمی رواداری کو فروغ دینا اور مشترکہ دشمنوں کے خلاف متحد ہونا ہے۔ امام ابن قیم "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں کہ اجتماعیت میں برکت ہے اور یہ امت کی قوت کا ذریعہ ہے[58]۔

رواداری اور اتحاد پر عملی مثالیں

---

[52] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج16، ص789

[53] البقرہ: 275

[54] سنن الترمذی

[55] ابن قیم الجوزیہ، "طریق الهجرتین"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1438ھ، ج2، ص567

[56] ابن تیمیہ، "منهاج السنة النبوية"، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 1445ھ، ج4، ص678

[57] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1442ھ، ص456

[58] ابن قیم الجوزیہ، "اعلام الموقعین"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1442ھ، ج4، ص345۔

تاریخ اسلام رواداری اور اتحاد کی بے شمار عملی مثالیں پیش کرتی ہے۔ امام شاطبی اپنی کتاب "الموافقات" میں لکھتے ہیں کہ اختلافات کے باوجود مشترکہ مقاصد کے لیے متحد رہنا امت کی نشانی ہے [59]۔ ختم نبوت کے تحفظ، ناموس رسالت ﷺ کے دفاع، اور سودی نظام کے خلاف جدوجہد جیسے مشترکہ مقاصد میں تمام مکاتب فکر کے علماء یکجا ہوئے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کاوشیں، جنہوں نے "فرقہ پرستی کا خاتمہ" جیسی کتابیں لکھیں اور بین المسالک مکالمے کو فروغ دیا، اس سلسلے میں نہایت اہم ہیں۔ ان عملی مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امت مشترکہ مقاصد کے لیے متحد ہوتی ہے تو کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ امام سرخسی "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ اتحاد امت کی بنیاد قرآن و سنت پر اتفاق ہے، نہ کہ اختلافات پر [60]۔

سماجی خدمت اور رفاہی سرگرمیاں

اسلامی تعلیمات میں غریب و یتیموں کی کفالت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا" [61]۔ امام ابن قیم الجوزیہ اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھتے ہیں کہ یتیموں کی کفالت صرف مالی امداد تک محدود نہیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری بھی شامل ہے [62]۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے "آغوش" کے نام سے یتیموں کی مکمل کفالت کا ایک منظم پروگرام شروع کیا ہے، جس میں 500 یتیم بچوں کی مکمل کفالت، تعلیم و تربیت اور رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔ اسی طرح کریسنٹ ریلیف نے غریب طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف کا اہتمام کیا ہے، تاکہ وہ معاشی مجبوریوں کے باعث تعلیم ترک نہ کریں۔ امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ یتیم کی کفالت کرنے والا اللہ کے خاص رحم و کرم میں آجاتا ہے [63]۔

سیلاب یا قدرتی آفات میں امداد

سیلاب اور دیگر قدرتی آفات میں امدادی کارروائیاں اسلامی اخوت کا عملی مظاہرہ ہیں۔ سعودی عرب نے کنگ سلمان ہیومینٹیرین ایڈ اینڈ ریلیف سینٹر کے ذریعے پاکستان کے سیلاب متاثرین کے لیے 10 لاکھ امریکی ڈالر کی امداد فراہم کی، جس میں 10 ہزار شیلٹر کٹس، 10 ہزار فوڈ پیکیجز، سولر پینل اور کچن سیٹس شامل تھے۔ اسی طرح ایشیائی ترقیاتی بینک نے 30 لاکھ ڈالر کی ہنگامی امداد کا اعلان کیا۔ امام نووی "ریاض الصالحین" میں لکھتے ہیں کہ مصیبت زدہ بھائی کی مدد کرنا ایمان کا تقاضا ہے [64]۔ سیلاب متاثرین کی مدد کے لیے مقامی اداروں نے بھی اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر سکھ برادری کے واحد شمشان گھاٹ کی بحالی کے لیے فوری اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

فلاحی اداروں کے قیام میں کردار

فلاحی اداروں کے قیام میں دینی تعلیمات نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن نے "آغوش" جیسے منصوبے شروع کیے، جبکہ کریسنٹ ریلیف نے تعلیمی وظائف اور سکول تعمیر کرنے کے پروگرامز متعارف کرائے۔ امام ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ اجتماعی فلاحی کاموں میں شرکت کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے [65]۔ ان اداروں نے نہ صرف مالی امداد فراہم کی بلکہ تعلیم، صحت اور رہائش جیسے شعبوں میں بھی کام کیا۔ کریسنٹ ریلیف کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 22.8

---

[59] شاطبی، "الموافقات"، دار ابن عفان، قاہرہ، 1446ھ، ج2، ص234

[60] محمد بن احمد السرخسی، "المبسوط"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج16، ص789

[61] الدھر: 8

[62] ابن قیم الجوزیہ، "زاد المعاد"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1440ھ، ج3، ص245

[63] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفۃ، بیروت، 1442ھ، ج2، ص456

[64] یحییٰ بن شرف النووی، "ریاض الصالحین"، دار السلام، ریاض، 1445ھ، ص567

[65] ابن تیمیہ، "مجموع الفتاوی"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1446ھ، ج4، ص789

ملین بچے اسکول نہیں جاتے، جن میں سے زیادہ تر غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان مسائل کے حل کے لیے فلاحی اداروں نے تعلیمی وظائف، اسکول تعمیرات اور صحت کے پروگرامز شروع کیے ہیں، تاکہ معاشرے کے پسماندہ طبقات کی مدد کی جاسکے۔

علاقائی تنازعات میں مصالحتی کردار

خاندانی تنازعات کے حل میں اسلامی تعلیمات مصالحت اور اصلاح کو مرکزی اہمیت دیتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے": إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ[66] " جو بھائی چارے اور مصالحت کی تاکید کرتا ہے۔ امام غزالی اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ خاندانی جھگڑوں میں ثالثی کرنا ایک اعلیٰ اسلامی فعل ہے جو معاشرے میں امن قائم کرتا ہے [67]۔ تاریخی طور پر مسلم معاشروں میں خاندانی تنازعات کے حل کے لیے بزرگوں اور علماء کی ثالثی کو کلیدی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مصالحت کے عمل میں دونوں فریقوں کی بات سننا، ان کے جذبات کا احترام کرنا، اور اسلامی اصولوں کے مطابق منصفانہ حل پیش کرنا شامل ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں آپ ﷺ نے خاندانی تنازعات کو بحالی کے ذریعے حل فرمایا۔

دیہاتی سطح پر ثالثی کمیٹیاں

دیہاتی سطح پر ثالثی کمیٹیاں روایتی اسلامی نظام عدل کا اہم حصہ ہیں۔ امام ابن قدامہ اپنی کتاب "المغنی" میں لکھتے ہیں کہ مقامی سطح پر تشکیل دی گئی ثالثی کمیٹیاں معاشرتی تنازعات کے حل میں انتہائی مؤثر ثابت ہوتی ہیں [68]۔ یہ کمیٹیاں عام طور پر مقامی بزرگوں، علماء اور معزز شخصیات پر مشتمل ہوتی ہیں جو مقامی رسم و رواج اور اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے کرتی ہیں۔ ثالثی کمیٹیوں کا عمل دراصل "الصلح" کے اسلامی تصور پر مبنی ہے جس میں فریقین باہمی رضامندی سے تنازعہ حل کرتے ہیں۔ جدید دور میں پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں یہ نظام "پنچایت" یا "جرگہ" کے نام سے جانا جاتا ہے جو دیہاتی سطح پر انصاف فراہمی کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

امن و ہم آہنگی کے لیے سماجی بیانیہ

اسلامی معاشروں میں امن و ہم آہنگی کے لیے سماجی بیانیہ تشکیل دینے میں علماء اور مفکرین کا اہم کردار رہا ہے۔ امام شاطبی اپنی کتاب "الموافقات" میں لکھتے ہیں کہ معاشرتی امن کے لیے ایسا بیانیہ تشکیل دینا ضروری ہے جو باہمی احترام، رواداری اور انصاف پر مبنی ہو [69]۔ یہ بیانیہ نہ صرف مذہبی تعلیمات بلکہ مقامی ثقافت اور روایات کو بھی شامل کرتا ہے۔ جدید دور میں مسلم مفکرین بین المذہب ہم آہنگی، انسانی حقوق اور شہری حقوق جیسے موضوعات پر ایسا بیانیہ تشکیل دے رہے ہیں جو نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ عالمی سطح پر امن قائم کرنے میں معاون ثابت ہوسکے۔ اس سلسلے میں تعلیمی اداروں، میڈیا اور مذہبی مراکز کو کلیدی کردار ادا کرنا ہوگا۔

نصاب میں اصلاحی مواد کی شمولیت

نصاب تعلیم میں اخلاقی تعلیم کو لازمی قرار دینا وقت کی اہم ضرورت ہے، خاص طور پر موجودہ دور میں جب معاشرے میں اخلاقی اقدار تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اخلاقی تربیت کا مقصد نہ صرف فرد کی شخصیت کو سنوارنا ہے بلکہ معاشرے میں نیکی اور بھلائی کو فروغ دینا بھی ہے۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ اخلاقی تعلیم انسان کی نفسانی خواہشات پر قابو پانے اور اسے اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی تربیت دیتی ہے [70]۔ اخلاقی تعلیم کے ذریعے طلبہ میں صداقت، امانت، عدل، رحم اور ایثار جیسی صفات پیدا کی جاسکتی ہیں، جو کہ ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد ہیں۔ جدید تعلیمی نظام میں اخلاقیات کو ایک

---

[66] الحجرات:10

[67] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص345

[68] ابن قدامہ، "المغنی"، دار عالم الکتب، ریاض، 1442ھ، ج8، ص567

[69] شاطبی، "الموافقات"، دار ابن حزم، بیروت، 1445ھ، ج3، ص789

[70] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج2، ص345

الگ مضمون کے طور پر شامل کرنا چاہیے، جس میں اسلامی اخلاقیات کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر تسلیم شدہ اخلاقی اصولوں کو بھی شامل کیا جائے۔ اس سے نہ صرف طلبہ کی اخلاقی تربیت ہوگی بلکہ وہ مختلف ثقافتوں اور مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بہتر طور پر ہم آہنگی پیدا کر سکیں گے۔

معاشرتی موضوعات پر کتب شامل کرنا

نصاب تعلیم میں معاشرتی موضوعات پر کتب شامل کرنا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ یہ طلبہ کو معاشرے کے مسائل سے آگاہ کرتی ہیں اور ان میں سماجی شعور پیدا کرتی ہیں۔ معاشرتی علوم کی کتب میں خاندانی نظام، معاشیات، سیاست، ثقافت اور مذہب جیسے موضوعات شامل ہونے چاہئیں۔ امام ابن خلدونؒ اپنی کتاب "مقدمہ" میں لکھتے ہیں کہ معاشرتی علوم انسان کو اس کے ماحول اور معاشرے کے بارے میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں [71]۔ معاشرتی موضوعات پر کتب کے ذریعے طلبہ میں تنقیدی سوچ کو فروغ ملتا ہے اور وہ معاشرتی مسائل کا تجزیہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، یہ کتب طلبہ میں برداشت اور رواداری جیسی صفات بھی پیدا کرتی ہیں، جو کہ ایک کثیر الثقافتی معاشرے کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ معاشرتی موضوعات پر کتب میں مقامی اور عالمی دونوں سطح کے مسائل کو شامل کیا جانا چاہیے، تاکہ طلبہ اپنے معاشرے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسائل سے بھی آگاہ ہو سکیں۔

جدید مسائل کے حل پر مبنی نصاب

نصاب تعلیم کو جدید مسائل کے حل پر مبنی ہونا چاہیے، تاکہ طلبہ کو موجودہ دور کے چیلنجز کا سامنا کرنے کی تربیت دی جا سکے۔ جدید مسائل میں ماحولیاتی تبدیلیاں، ٹیکنالوجی کا استعمال، معاشی عدم مساوات، اور بین المذاہبی تعلقات جیسے موضوعات شامل ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "السیاسۃ الشرعیۃ" میں لکھتے ہیں کہ تعلیم کا مقصد نہ صرف علم حاصل کرنا ہے بلکہ اسے عملی زندگی میں استعمال کرنا بھی ہے [72]۔ جدید مسائل کے حل پر مبنی نصاب طلبہ میں تخلیقی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس کے لیے نصاب میں ایسے مضامین شامل کیے جانے چاہئیں جو طلبہ کو جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، ماحولیاتی تحفظ، اور معاشی ترقی جیسے موضوعات پر تربیت دیں۔ نیز، نصاب میں بین المضامین نقطہ نظر کو اپنایا جانا چاہیے، تاکہ طلبہ مختلف شعبوں کے درمیان تعلق قائم کر سکیں اور مسائل کا جامع حل تلاش کر سکیں۔ جدید نصاب کے ذریعے طلبہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ عالمی سطح پر بھی مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔

تبلیغی سرگرمیوں کا اثر

تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعے عوام الناس میں دینی شعور پیدا کرنے کا کام تاریخ اسلام کا اہم ترین مشن رہا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ دین کی اشاعت اور دینی شعور بیدار کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے [73]۔ مختلف ادوار میں علماء اور مصلحین نے عوامی اجتماعات، مجالس ذکر، اور درس قرآن کے ذریعے عوام تک دینی تعلیمات پہنچائی ہیں۔ جدید دور میں یہ کام اور بھی آسان ہو گیا ہے کیونکہ سوشل میڈیا، ٹی وی چینلز، اور آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے دینی پیغام لمحوں میں دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ تبلیغی سرگرمیوں کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے نہ صرف دینی علم میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ عملی زندگی میں بھی مثبت تبدیلیاں آتی ہیں۔ لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور دیگر فرائض کی پابندی کرنے لگتے ہیں اور ان کی زندگیوں میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

بدعات اور خرافات میں کمی

تبلیغی سرگرمیوں کا ایک اہم اثر معاشرے سے بدعات اور خرافات کا خاتمہ ہے۔ امام شاطبیؒ اپنی کتاب "الاعتصام" میں لکھتے ہیں کہ بدعات دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنے کے مترادف ہیں اور ان کا سد باب ضروری ہے [74]۔ تبلیغی جماعتیں اور دینی تحریکیں عوام میں سنت رسول ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں اور انہیں بدعات سے بچنے کی

---

[71] عبد الرحمن ابن خلدون، "مقدمہ"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1445ھ، ج1، ص567

[72] ابن تیمیہ، "السیاسۃ الشرعیۃ"، مکتبہ المعارف، ریاض، 1446ھ، ج4، ص678

[73] ابن تیمیہ، "اقتضاء الصراط المستقیم"، مکتبہ الرشد، ریاض، 1443ھ، ج1، ص123

[74] شاطبی، "الاعتصام"، دار ابن حزم، بیروت، 1445ھ، ج2، ص345

تلقین کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں خاص طور پر عرس، میلاد، اور قبر پرستی جیسی رسومات پر روشنی ڈالی جاتی ہے جنہیں قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں لوگ غیر اسلامی رسومات اور توہمات سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اپنی زندگیوں کو سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل معاشرے میں دینی پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور لوگوں کے عقائد و اعمال کو درست سمت دیتا ہے۔

دیہی و شہری زندگی میں مثبت تبدیلی

تبلیغی سرگرمیوں نے دیہی اور شہری دونوں طرح کے معاشروں میں مثبت تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ امام غزالیؒ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ دین معاشرتی اصلاح کا مؤثر ذریعہ ہے [75]۔ دیہاتی علاقوں میں تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہوئی ہے، جہاں پہلے جاہلیت کے رسومات عام تھے۔ شہری علاقوں میں تبلیغی کام نے نوجوان نسل کو منشیات، جرائم، اور دیگر برائیوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تبلیغی اجتماعات اور مجالس کے ذریعے لوگوں میں اخوت، بھائی چارہ، اور باہمی تعاون کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تبلیغی سرگرمیوں نے معاشرے کے مختلف طبقات کے درمیان روابط کو مضبوط کیا ہے اور امیر و غریب کے درمیان فرق مٹانے میں مدد دی ہے۔ یہ سب مثبت تبدیلیاں ایک بہتر معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

---

[75] ابو حامد الغزالی، "احیاء علوم الدین"، دار المعرفہ، بیروت، 1440ھ، ج3، ص567